بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | پیر ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ ہجری ۱۷ تبوک ۱۳۶۳ ہش ۱۷ ستمبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۱۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۶ ستمبر / تبوک۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"کمزوری اور پیٹ میں تکلیف ہے رات سے زکام ہو گیا ہے۔"

احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولائے کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ:

خدا تعالیٰ کے کاموں میں ایک تدریج ہوتی ہے

دعا کرنے والے کو ضروری ہے کہ عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرے

جو خدا کے آستانہ پر گرا رہتا ہے تو وہ اس کا انجام کبھی بد نہیں کرتا

"یہ سچی بات ہے کہ دعا میں بڑے بڑے مراحل اور مراتب ہیں جن کی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنے والے اپنے ہاتھ سے محروم ہو جاتے ہیں اُن کو ایک جلدی لگ جاتی ہے اور وہ صبر نہیں کر سکتے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں ایک تدریج ہوتی ہے۔ دیکھو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آج انسان شادی کرے تو کل کو اس کے گھر بچہ پیدا ہو جاوے۔ حالانکہ وہ قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر جو قانون اور نظام اس نے مقرر کر دیا ہے وہ ضروری ہے۔ پہلے نباتات کی نشوونما کی طرح کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ چار مہینے تک کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتا۔ پھر کچھ حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوری میعاد گزرنے پر بہت بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بچہ کا پیدا ہونا ماں کا بھی ساتھ ہی پیدا ہونا ہوتا ہے۔ مرد شاید ان تکالیف اور مصائب کا اندازہ نہ کر سکیں جو اس مدتِ حمل کے درمیان عورت کو برداشت کرنی پڑتی ہیں مگر یہ سچی بات ہے کہ عورت کی بھی ایک نئی زندگی ہوتی ہے۔ اب غور کرو کہ اولاد کے لئے پہلے ایک موت خود اس کو قبول کرنی پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر وہ اس خوشی کو دیکھتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تلوّن اور عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرتا رہے۔ اور کبھی بھی یہ وہم نہ کرے کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ آخر آنے والا زمانہ آ جاتا ہے۔ دعا کے نتیجہ کے پیدا ہونے کا وقت پہنچ جاتا ہے جبکہ گویا مراد کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ دعا کو پہلے ضروری ہے کہ اس مقام اور حد تک پہنچایا جاوے جہاں پہنچ کر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے جس طرح پر آتشی شیشے کے نیچے کپڑا رکھ دیتے ہیں اور سورج کی شعاعیں اس شیشے پر آ کر جمع ہوتی ہیں اور اُن کی حرارت اور حدت اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے پھر یکایک وہ کپڑا جل اٹھتا ہے۔ اس طرح پر ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہنچے جہاں اس میں وہ قوت پیدا ہو جاوے کہ نامرادیوں کو جلا دے اور مقصد مراد کو پورا کرنے والی ثابت ہو جاوے ؎

پیدا است ندلارا کہ بلند است جنابت

مدتِ دراز تک انسان کو دعاؤں میں لگے رہنا پڑتا ہے۔ آخر خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ سے دیکھا ہے اور گزشتہ راستبازوں کا تجربہ بھی اس پر شہادت دیتا ہے کہ اگر کسی معاملہ میں دیر تک خاموشی کرے تو کامیابی کی امید ہوتی ہے۔ لیکن جس امر میں جلد جواب مل جاتا ہے وہ ہونے والا نہیں ہوتا (باقی صفحہ ۸ پر)

● خاکسار کا بیٹا عزیزم زبیر احمد سعید عرصہ دس سال سے دائیں ہاتھ اور بازو سے معذور ہے۔ اس کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید اور نصرت کے نتیجہ میں عزیز نے ۱۹۷۶ میں میٹرک، ۱۹۷۸ء میں ایف ایس سی اور ۱۹۷۹ء میں کینیڈا آنے کے بعد ریاضی اور اکنامکس کے مضامین کے ساتھ بی اے کی ڈگری حاصل کر لی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! جنوری ۸۵ء میں اب ماسٹرز (ایم اے) کے کورس میں رہا ہے۔ خاکسار تمام بزرگان کرام اور احباب جماعت کی خاص دعاؤں کے لئے شکر گزار ہے اور نہایت ادب اور انکساری سے عزیز کے لئے مزید دعاؤں کا ملتجی ہے۔

(خاکسار محمد سعید مرتی سلسلہ
مقیم وینکوور کینیڈا)

حقیقی خوشی کا موجب:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۷۶)

امرا کرام / صدر صاحبان

۲۸ ستمبر سے

"ہفتہ تحریک جدید" منائیں

(وکیل المال اوّل)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل۔ دار الرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را"

اللہ کا دین قبول کرنے پر

صحابیاتِ رضی اللہ عنہن رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مظالم کی داستانیں

مکرم احمد زبیر خان صاحب ابن مکرم راجہ محمد یعقوب خان صاحب، دارالصدر شرقی، ربوہ:

"اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَھُمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ وَلَھُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ۝"

(سورۃ البروج - آیت: ۱۱)

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو عذاب میں مبتلا کیا۔ پھر (اپنے فعل سے) توبہ بھی نہ کی۔ انہیں یقیناً جہنم کا عذاب ملے گا۔ اور (اس دنیا میں بھی) انہیں (دل کو) جلا دینے والا عذاب ملے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی پاداش میں جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سنگین ظلم کئے گئے وہاں صحابیات رضی اللہ عنہن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی وحشت و بربریت کا نشانہ بنایا گیا۔ ان بیچاریوں پر اس قدر مظالم توڑے گئے کہ آج بھی اس کا ذکر آنے پر انسانیت کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے ـــــ دنیا میں سنگین سے سنگین جرائم پر اتنی شدید سزا کی مثال شاید ہی تاریخ پیش کر سکے جو ان بے بس اور بے کس لوگوں کو محض دینِ حق قبول کرنے پر دی جاتی تھی۔ لیکن ان پیہم صدمات اور تکالیف کے باوجود ان کے ایمان میں کوئی لغزش نہ آئی۔ ایمان ان کے نزدیک دنیا کی ہر چیز بلکہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ قیمتی چیز تھی۔ جس کی حفاظت وہ ہر چیز سے ضروری سمجھتے تھے۔

صحابیاتِ رضی اللہ عنہن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دردناک مظالم میں سے ہجرت کی یہ داستان نہایت درد انگیز ہے۔

(۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ان کے چچازاد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد سے ہوا۔ وہ نہایت سلیم الطبع نوجوان تھے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ حق کا آغاز فرمایا تو ناممکن تھا کہ ان کی پاکیزہ طبیعت اس سے متاثر نہ ہوتی۔ انہوں نے اپنے قبیلہ کی مخالفت اور دوسرے مصائب کے باوجود فی الفور دینِ حق قبول کر لیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اسی زمانہ میں دولتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوئیں۔ اس طرح یہ دونوں میاں بیوی ان عظیم پاک فطرت انسانوں میں شامل ہو گئے جنہیں "السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ان سعید روحوں نے دین کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ لیکن جادۂ حق سے ان کے قدم ذرہ برابر بھی نہ ڈگمگائے۔ جوں جوں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی۔ کفار بھی اپنی ایذا رسانیوں میں اضافہ کرتے جاتے تھے۔ جب ان کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی کہ جو شخص اپنے دین اور جان کے بچاؤ کے لئے ہجرت کرنا چاہے وہ حبش چلا جائے جہاں ایک نیکدل عیسائی بادشاہ کی حکومت ہے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس وقت دینِ حق قبول کر چکے تھے۔ چنانچہ وہ بھی دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ عازمِ حبش ہوئے۔ کچھ دن وہاں گزارنے کے بعد واپس آ گئے۔ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا قصد کیا۔ اس وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ اس پر انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور اپنے معصوم بچے سلمہ کو سوار کرایا اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پاپیادہ چل پڑے۔ ابھی چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کے لوگوں یعنی بنو مغیرہ کو پتہ چل گیا تو انہوں نے اونٹ کو گھیر لیا۔ اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جا سکتے ہو۔ لیکن ہماری لڑکی تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔ یہ کہہ کر انہوں نے اونٹ کی نکیل ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھین لی۔ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی اپنے ساتھ لے چلے۔

اتنے میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے لوگ بنو عبد الاسد آ پہنچے۔ انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے معصوم بچے سلمہ پر قبضہ کر لیا۔ اور بنو مغیرہ سے کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں جانے دیتے تو ہم اپنے قبیلہ کے بچے کو تمہارے پاس نہیں چھوڑیں گے۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا:۔

"تُو اکیلا جہاں جی چاہے جا سکتا ہے۔"

اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن مل چکا تھا۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیوی بچے کے بغیر ہی مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنو مغیرہ کے پاس اور ان کا بچہ بنو عبد الاسد کے پاس تھے۔ گویا دینِ حق کی خاطر تینوں باپ بیٹا اور بیوی جدائی کی مصیبتیں برداشت کر رہے تھے۔ ادھر مدینہ میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیوی اور بچے کی جدائی میں تڑپتے تھے اور ادھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو شوہر اور بچے کی جدائی کا فطری طور پر بہت صدمہ تھا۔ وہ روزانہ صبح گھر سے نکلتیں اور سارا دن ایک ٹیلے پر بیٹھ کر روتی رہتیں۔ پورا ایک سال ایسے ہی تڑپتے گزر گیا۔ ایک دن بنو مغیرہ کے ایک صاحب اثر اور رحم دل آدمی نے ان کو اس حال میں دیکھا تو اس کا دل پسیج گیا۔ اس نے اپنے قبیلہ کو اکٹھا کیا اور کہا کہ:

"یہ لڑکی ہمارا ہی خون ہے۔ ہم کب تک اس بے کس اور بے بس کو اپنے شوہر اور بچے سے جدا رکھیں گے۔ اے بنو مغیرہ! بخدا ہمارا قبیلہ بڑا شریف اور شجاع ہے جو ظلم کو دوست نہیں رکھتا۔"

اس نیک دل آدمی کی تقریر سن کر دوسرے لوگوں کو بھی رحم آ گیا۔ انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دے دی کہ وہ مدینہ جا سکتی ہیں جب بنو عبد الاسد نے یہ واقعہ سنا تو انہیں بھی ترس آ گیا اور انہوں نے ننھے سلمہ کو اپنی ماں کے پاس بھیج دیا۔ اب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بچے کو گود میں لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہو گئیں۔ آخر کار یونہی چلتے چلاتے وہ قبا پہنچیں۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ یہاں ہی مقیم تھے۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنی نیک سیرت بیوی اور معصوم بچے سلمہ کو پا کر خدا کا شکر بجا لائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو قبا پہنچانے میں ایک صحابی عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ نے اہم کردار ادا کیا۔ (اسد الغابہ تذکرہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ)

(۲)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ان کے شوہر حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور بیٹے حضرت عمار رضی اللہ عنہ ابتدائی ایام میں ہی قبول صداقت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مکہ کے ذی وجاہت صحابہ رضی اللہ عنہم بھی قریش کی ستم رانی سے محفوظ نہ تھے۔ تو اس غریب الوطن خاندان کا کیا حال ہوگا۔ بنی مخزوم نے اس خاندان کو سخت مظالم کا تختۂ مشق بنایا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان بیچاروں پر مظالم کی انتہا کر دی۔ انہوں نے اس بے کس خاندان پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی۔ اس میں مرد یا عورت کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بنو مخزوم کے محلے سے گزرے تو آپ نے دیکھا کہ کفارِ قریش نے ایک ضعیف العمر خاتون کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں زمین پر لٹا رکھا ہے اور پاس کھڑے ہو کر قہقہے لگا رہے ہیں۔ ساتھ ہی اس خاتون سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ:۔

"محمدؐ کا دین قبول کرنے کا مزا چکھ!"

مظلوم خاتون کی بے بسی دیکھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آبدیدہ ہو گئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔"

راہِ حق میں ظلم سہنے والی یہ خاتون جن کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کی تلقین فرمائی اور جنت کی بشارت دی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا بنت خباط تھیں۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا بنت خباط کا شمار نہایت بلند پایہ صحابیات رضی اللہ عنہن میں ہوتا ہے۔ انہوں نے راہِ حق میں اپنے ضعف اور کبرسنی کے باوجود دردناک مظالم جھیلے۔ یہاں تک کہ اپنی جان بھی اسی راہ میں قربان کر دی اور اسلام کی سب سے پہلی شہید ہونے کا مہتم بالشان شرف حاصل کیا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت یاسر رضی اللہ عنہ دونوں بہت ضعیف اور کبیر السن تھے۔ مگر ان کی قوتِ ایمانی اور استقامت کا یہ عالم تھا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشرکین ان کو طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتے تھے اور شرک پر مجبور کرتے تھے۔ لیکن ان کے قدم جادۂ حق سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ڈگمگائے۔ یہی حال ان کے بیٹوں کا تھا۔ بوڑھے یاسرؓ یہ ظلم سہتے سہتے ایک دن جاں بحق ہو گئے۔ لیکن مشرکین کو پھر بھی اس خاندان پر رحم نہ آیا اور انہوں نے حضرت سمیہؓ اور ان کے بچوں پر ظلم کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔

ایک دن حضرت سمیہؓ دن بھر سختیاں سہنے کے بعد شام کو گھر آئیں تو ابوجہل نے ان کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور پھر غصہ اس قدر تیز ہوا کہ اپنا برچھا حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں کھینچ مارا۔ وہ اسی وقت زمین پر گر گئیں اور جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ پھر ابوجہل نے تیر مار کر حضرت سمیہؓ کے فرزند عبداللہؓ کو بھی شہید کر دیا۔ اب صرف عمارؓ باقی رہ گئے تھے ان کو اپنی والدہ کی مرگِ بیکسی پر سخت صدمہ ہوا۔ روتے ہوئے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنا کر عرض کی:۔

"یا رسول اللہ! اب تو ظلم کی انتہا ہو گئی۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا:۔

"اے اللہ آلِ یاسرؓ کو دوزخ سے بچا۔"

حضرت عمارؓ تو بیٹے تھے۔ اس لئے ان کو والدہ کی مظلومانہ شہادت کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔ لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ابوجہل کی شقاوت اور حضرت سمیہؓ کی مرگِ بیکسی یاد رہی۔ چنانچہ غزوۂ بدر (رمضان المبارک ۲ھ) میں ابوجہل واصلِ جہنم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو بلا کر فرمایا:۔

"قَدْ قَتَلَ اللّٰہُ قَاتِلَ اُمِّکَ" (اصابہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۲)

اللہ نے تمہاری ماں کے قاتل سے بدلہ لے لیا۔

۳

حضرت امِّ شریک دوسیہؓ کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو وہ مکہ میں قیام پذیر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا۔ انھوں نے کسی تامل کے بغیر دعوتِ توحید پر لبیک کہا اور اس طرح "السّابقون الاوّلون" کی مقدس جماعت کی رکن بن گئیں۔

حضرت امِ شریک دوسیہؓ جس زمانہ میں دینِ حق پر ایمان لائیں۔ یہ اہلِ حق کے لئے بڑا پُرآشوب زمانہ تھا۔ مکہ کا جو شخص اسلام قبول کرتا۔ مشرکین قریش کے غیظ و غضب اور لرزہ خیز جور و تشدد کا نشانہ بن جاتا۔ مشرکین اس معاملے میں اپنے قریب ترین عزیزوں کا بھی لحاظ نہیں کرتے تھے۔ ان بے چاروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں مشرکین کو کوئی چیز مانع نہیں تھی۔

چنانچہ امِ شریکؓ نے جب توحید کو قبول کیا تو ان کے مشرک اعزہ و اقارب نے ان کو دھوپ میں کھڑا کر دیا وہ اس حالت میں ان کو روٹی کے ساتھ شہد کھلاتے تھے جس کی تاثیر نہایت گرم ہوتی ہے۔ پانی پلانا بھی بند کر دیا۔ جب اس طرح تین دن گزر گئے تو مشرکین نے کہا کہ جو دین تم نے اختیار کیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ وہ تین شب و روز کی پیاس کی سے بدحواس ہو گئی تھیں۔ مشرکین کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکیں۔ جب ان لوگوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو وہ سمجھ گئیں کہ یہ لوگ مجھ سے توحید کا انکار کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ فوراً بولیں:۔

"خدا کی قسم میں تو اسی عقیدہ پر قائم ہوں۔"

(طبقات تذکرہ امِ شریک دوسیہؓ)

حضرت امِ شریکؓ نے خود ہی دینِ حق قبول کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ نہایت سرگرمی سے قریش کی عورتوں کو بھی توحید کی دعوت دینی شروع کر دی۔ علامہ ابن اثیرؒ نے "اسد الغابہ" میں لکھا ہے کہ:۔

"امِ شریکؓ آغاز توحید میں قریش کی عورتوں کو دینِ حق کی تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ مشرکین قریش کو ان کی مخفی کوششوں کا حال معلوم ہوا تو ان کو مکہ سے نکال دیا۔"

۴

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصبِ رسالت پر فائز ہونے کے فوراً بعد حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آنحضورؐ پر ایمان لے آئیں۔ اس جرم کی پاداش میں حضرت زینبؓ کو بھی قریشِ مکہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑا۔ رمضان المبارک ۲ھ میں حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا۔ اس میں حق غالب رہا اور قریشِ مکہ کے بہت سے آدمی گرفتار ہوئے ان میں حضرت زینبؓ کے شوہر ابوالعاصؓ بھی تھے۔ ابوالعاصؓ کا فدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مقرر کیا کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینبؓ کو فوراً مدینہ بھیج دیں۔ حضرت ابوالعاصؓ نے یہ شرط قبول کر لی اور رہا ہو کر مکہ پہنچے۔ رسول کریمؐ نے ان کے ہمراہ زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا کہ وہ بطن یاجج کے مقام پر ٹھہر کر انتظار کریں۔ جب زینبؓ مکہ سے وہاں پہنچیں تو انہیں ساتھ لے کر مدینہ آ جائیں۔ حضرت ابوالعاصؓ نے وعدہ کے مطابق اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ حضرت زینبؓ کو مکہ سے مدینہ کی جانب روانہ کر دیا۔ کفارِ مکہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی مدینہ جا رہی ہے تو انہوں نے حضرت زینبؓ اور کنانہ بن ربیع کا تعاقب کیا اور مقام "ذی طویٰ" میں انہیں جا گھیرا۔ حضرت زینبؓ اونٹ پر سوار تھیں۔ کفار کی جماعت میں سے ہبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو اپنے نیزہ سے زمین پر گرا دیا۔ حضرت زینبؓ حاملہ تھیں۔ سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ بن ربیع غضبناک ہو گئے۔ اپنے تیر نکالے اور انھیں کمان میں چڑھا کر للکارے کہ خبردار اب تم میں سے کوئی بھی آگے بڑھا تو اسے چھلنی کر دوں گا۔ کفار رک گئے۔ ابوسفیان بھی ان میں شامل تھا۔ اس نے کہا۔ بھتیجے! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

ابوسفیان نے ان کے کان میں کہا:۔

"اگر تم اس کی بیٹی کو اس طرح کھلم کھلا ہمارے سامنے لے جاؤ گے تو ہماری بڑی سبکی ہو گی۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس وقت زینبؓ کے ہمراہ مکہ واپس لوٹ چلو۔ اور پھر کسی وقت خفیہ طور پر زینبؓ کو لے جانا۔"

کنانہ نے یہ بات مان لی اور حضرت زینبؓ کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔ چند دن بعد وہ رات کو چپکے سے حضرت زینبؓ کو ہمراہ لے کر بطن یاجج پہنچے اور انھیں زیدؓ بن حارثہ کے سپرد کر کے مکہ واپس چلے گئے۔ حضرت زیدؓ حضرت زینبؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت زینبؓ اس واقعہ کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں اور ۸ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ اس کا سبب اسقاطِ حمل کی وہ تکلیف تھی جو مکہ سے آتے ہوئے ذی طویٰ کے مقام پر انھیں پہنچی تھی ـــــ جس دن حضرت زینبؓ نے وفات پائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد مغموم تھے۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؐ فرما رہے تھے:۔

"زینبؓ میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔"

(تذکارِ صحابیاتؓ صفحہ ۱۱۵)

۵

حضرت لبینہؓ قریش کے خاندان بنو عدی کی ایک شاخ بنی مؤمل کی لونڈی تھیں۔ بعد بعثت کے ابتدائی سالوں میں سعادت اندوزِ دینِ حق ہو گئیں۔ اس پر حضرت عمرؓ بن خطاب (اپنے زمانۂ کفر میں) اتنے برافروختہ ہوئے کہ ان کو رندانہ زدوکوب کیا کرتے تھے جب مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے۔ میں تھک گیا ہوں اس لئے تجھے چھوڑا۔ اب بھی اس دین کو ترک کر دے۔

وہ جواب میں کہتیں:۔

"ہرگز نہیں تو جتنا ظلم ڈھا سکتا ہے ڈھا لے۔ میں یہی کہوں گی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھی ایسا کرے۔"

بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

(اصابہ جلد ۸ صفحہ ۱۷۹)

۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) شہید کرنے کا عزم کر کے گھر سے نکلے۔ راستے میں اتفاق سے اُن کے قبیلہ بنو عدی کے ایک صاحب حضرت نعیمؓ مل گئے۔ انھوں نے پوچھا:۔

"عمرؓ یہ آج شمشیر بکف کدھر چلے ہو۔"

حضرت عمرؓ نے کہا۔ آج اپنے دین سے منحرف ہو جانے والے اس شخص کو قتل کرنا چاہتا ہوں جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ حضرت نعیمؓ نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔ تمہاری بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعیدؓ بن زید دونوں دینِ حق قبول کر چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر جوشِ غضب سے بیقرار ہو گئے۔ پلٹ کر اپنی بہن حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے۔ وہاں حضرت خبابؓ بن الارت سورۃ طٰہٰ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے یہ آواز سن لی اور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت فاطمہؓ سمجھ گئیں کہ یہ عمرؓ ہیں۔ انھوں نے حضرت خبابؓ کو گھر کے پچھلے حصہ میں دھکیل دیا اور قرآن پاک کے اجزاء کو جلدی سے کہیں چھپا کر دروازہ کھول دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت عمرؓ سخت غضبناک ہو کر بولے:۔

"یہ آواز کیسی تھی جو ابھی میں نے سُنی ہے؟"

حضرت فاطمہؓ نے کہا تم نے کچھ نہیں سنا۔

حضرت عمرؓ بولے:۔

"خدا کی قسم میں سُن چکا ہوں تم دونوں محمد کا دین اختیار کر چکے ہو۔"

یہ کہہ کر وہ اپنے بہنوئی حضرت سعیدؓ بن زید سے لپٹ گئے اور ان کے بال پکڑ کر زمین پر دے مارا اور پھر بے تحاشا پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت فاطمہؓ شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو انہیں بھی مارا۔ پھر حضرت سعیدؓ پر ایک لکڑی سے وار کیا چاہتے تھے کہ حضرت فاطمہؓ آگے آگئیں۔ وار ان کے سر پر پڑا اور اس سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ اسی حالت میں شوہر کے ساتھ ہمزبان ہو کر بولیں:۔

"ہاں ہم نے دین حق قبول کر لیا ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لے آئے ہیں تم جو کر سکتے ہو کر لو۔ میرے بھائی تم اپنی بہن کو بیوہ کیوں کرتے ہو بے شک پہلے مجھے ہلاک کر ڈالو لیکن اب دین حق دل سے نہیں نکل سکتا۔ نہیں نکل سکتا، نہیں نکل سکتا۔ ہمارا خاتمہ دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی ہوگا۔"

خون میں نہائی ہوئی بہن کے منہ سے یہ الفاظ سن کر حضرت عمرؓ مبہوت ہو گئے اور ان کا غصہ ندامت میں تبدیل ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد بولے۔

"اچھا تو جو کچھ تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔"

حضرت عمرؓ کو غسل کروا کر حضرت فاطمہؓ نے صحیفہ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ انھوں نے سورۃ طٰہٰ کا ابتدائی حصہ ہی پڑھا تھا کہ جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ دل سے کفر اور شرک کا زنگ دُور ہو گیا۔ بہن اور بہنوئی سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"خدا کے لئے میری زیادتی معاف کر دو اور گواہ رہو کہ میں سچے دل سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دین حق قبول فرما لیا۔

(اسد الغابہ: تذکرہ حضرت عمرؓ)

۷

جس رات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے غارِ ثور میں تشریف فرما ہوئے، مشرکین ساری رات کاشانۂ نبوت کے گرد گھیرا ڈال کر اس بات کا انتظار کرتے رہے کہ حضورؐ کب باہر تشریف لائیں اور وہ اپنا ناپاک منصوبہ پورا کریں۔ لیکن صبح انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر حضرت علیؓ کو استراحت فرما دیکھا تو سر پیٹ کر رہ گئے۔ ابوجہل اپنے منصوبے کی ناکامی پر غم و غصہ سے دیوانہ ہو گیا اور سیدھا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچ کر زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ اندر سے ایک نوجوان خاتون باہر آئیں۔ ابوجہل نے کڑک کر پوچھا:۔

"لڑکی! تیرا باپ کدھر ہے؟"

خاتون نے جواب دیا:۔

"میں کیا بتا سکتی ہوں؟"

یہ سن کر ابوجہل نے خاتون کے چہرے پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ ان کے کان کی بالی ٹوٹ کر دُور جا پڑی۔ مظلوم خاتون بڑے صبر اور خاموشی کے ساتھ گھر کے اندر چلی گئیں اور ابوجہل بکتا جھکتا وہاں سے دفع ہو گیا۔

یہ خاتون جنہوں نے فرعونِ قریش ابوجہل کے قہر و غضب کی مطلق پرواہ نہ کی اور ہجرت کے پُرخطر راز کو اپنے نہاں خانۂ دل میں محفوظ رکھا۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار صدیق اکبرؓ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماءؓ تھیں۔

(اصابہ۔ تذکرہ حضرت اسماءؓ)

۸

حضرت ام کلثومؓ بنتِ عقبہ قریشی کے خاندان بنو عبد شمس سے تھیں۔ ان کا والد عقبہ بن ابی معیط اسلام کا سخت دشمن تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ اروٰی بنت کریز اور آپ کو نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا۔ ان دونوں نے سخت نامساعد حالات میں اسلام قبول کر لیا اور عقبہ بن ابی معیط کی مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کی سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے اہلِ حق نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ام کلثومؓ کا دل بھی ہجرت کے لئے تڑپ اٹھا۔ لیکن ابھی نابالغ تھیں۔ باپ اور بھائی کڑی نگرانی رکھتے تھے اس لئے انہیں مدت تک ہجرت کا موقعہ نہ مل سکا۔ باپ عقبہ بن ابی معیط غزوۂ بدر کے موقعہ پر حضرت عاصمؓ بن ثابت کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا تو بھائیوں نے ان کی نگرانی اور سخت کر دی۔ وہ وقتاً فوقتاً سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دینِ حق کے خلاف زبان درازی کرتے تھے۔ حضرت ام کلثومؓ ان کی باتیں سنتیں اور دل مسوس کر رہ جاتیں۔ عورت ذات تھیں اور تو کچھ کر نہ سکتی تھیں۔ بس ہر وقت یہی دعا کرتی رہتیں کہ خداوند کریم انھیں اس ناپاک ماحول سے نجات دے اور وہ اُڑ کر اپنے آقا و مولاؐ کے قدموں میں جا پہنچیں۔ اتفاق سے صلح حدیبیہ کے فوراً بعد انھیں گھر سے نکلنے کا موقع مل گیا اور وہ بنی خزاعہ کے ایک نیک نفس آدمی کے ساتھ پا پیادہ ہی مدینہ کی طرف چل دیں اور دن رات سفر کرتے ہوئے آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔ جب گھر والوں کو ان کے فرار کا علم ہوا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ان کے دو بھائیوں ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ کو سخت غصہ آیا اور وہ اپنی بہن کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ خوش قسمتی سے حضرت ام کلثومؓ انھیں راستے میں نہ مل سکیں۔ دونوں بھائی سیدھے مدینہ پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کیا۔ صلح نامۂ حدیبیہ کی اس شرط کو ذرا کھینچئے کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو واپس کر دیا جائے گا۔

ادھر حضرت ام کلثومؓ نے فریاد کی کہ:۔

"یا رسول اللہ! مجھے اپنے در سے نہ دھتکار دیجئے۔ میں ایک کمزور عورت ہوں اور مشرکین میں واپس جا کر میرا ایمان خطرہ میں پڑ جائے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت فکر ہوئی کیونکہ معاہدہ میں عورتوں کا ذکر نہ تھا۔ اس وقت بارگاہ الٰہی سے یہ آیت اُتری:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ

(الممتحنۃ: ۱۱)

ترجمہ: اے مومنو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو، اللہ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ ایمان پر ہیں تو ان کو کافروں کے حوالے نہ کرو۔

اس حکم خداوندی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کلثومؓ کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان کے بھائی بے نیل و مرام مکہ کو واپس گئے اور یوں حضرت ام کلثومؓ کو اپنے ظالم بھائیوں سے نجات ملی۔

(اسد الغابہ تذکرہ حضرت ام کلثومؓ)

۹

حضرت زنیرہؓ رومیہ قریشی کے خاندان بنو مخزوم کی لونڈی تھیں۔ دعوتِ حق کے ابتدائی زمانہ میں نعمتِ توحید سے بہرہ یاب ہوئیں۔ اور اسی جرم کی وجہ سے مشرکین کے ظلم و ستم کا نشانہ بن گئیں۔ ابوجہل ان پر نت نئے مظالم ڈھاتا تھا اور انہیں شرک پر مجبور کرتا تھا۔ لیکن انھیں جان دینا تو منظور تھا خدائے واحد سے منہ موڑنا کسی صورت میں گوارا نہ تھا۔

علامہ بلاذری کا بیان ہے کہ راہِ حق میں بے پناہ مظالم سہتے سہتے ان کی بینائی جاتی رہی۔ اس پر ابوجہل نے انھیں طعنہ دیا کہ:۔

"لات و عزّیٰ (بُت) نے تجھے اندھا کر دیا۔"

انھوں نے بے دھڑک جواب دیا:۔

"لات و عزّیٰ پتھر کے بُت ہیں وہ کیا جانیں انھیں کون پوجتا ہے اور کون نہیں پُوجتا۔ اگر میری بینائی زائل ہو گئی ہے تو یہ مصیبت میرے اللہ کی طرف سے ہے۔ اگر وہ چاہے تو میری بینائی واپس بھی دے سکتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کو ان کی شانِ استقامت اس قدر پسند آئی کہ دوسرے دن وہ سو کر اٹھیں تو ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔

آخر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔

(اصابہ جلد ۸ صفحہ ۹۱)

۱۰

حضرت حوّاءؓ بنت یزید مدینہ منورہ کی رہنے والی تھیں۔ اور اوس کے خاندان بنو عبد الاشہل سے تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّاءؓ کو نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا۔ ہجرتِ نبویؐ سے پہلے بیعتِ عقبۂ اولیٰ اور بیعتِ عقبۂ ثانیہ کے درمیانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرصے میں ان کے کان دعوتِ توحید سے آشنا ہوئے تو بلا تامل شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہو گئیں۔ حالانکہ ان کے شوہر قیس بن حطیم ابھی کفر و شرک کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے۔ وہ حضرت حوّاءؓ کے قبولِ اسلام پر سخت جز بز ہوئے اور ان کو طرح طرح سے ستانے لگے نماز پڑھنا چاہتیں تو اس سے روکتے۔ سجدہ کرتے لگتیں تو گرا دیتے۔ یہاں تک کہ زدوکوب سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ کے بعض اہلِ حق کے ذریعہ حضرت حوّاءؓ کی مظلومی کا حال معلوم ہوا تو آپؐ بہت آزردہ خاطر ہوئے اتفاق سے اُسی زمانے میں قیس کسی ضرورت سے مکہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے یہ کہہ کر مہلت چاہی۔ کہ:-

"ابھی میں آپؐ کی دعوت پر غور کرنا چاہتا ہوں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"بے شک تم خوب غور کر لو لیکن اپنی بیوی پر اسلام لانے کی وجہ سے ظلم نہ کرو اور اس سے اچھا سلوک کرو۔"

قیس نے وعدہ کیا کہ اب میں حوّاءؓ کو نہیں ستاؤں گا۔ مدینہ پہنچ کر انھوں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور حوّاءؓ سے اچھا سلوک کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے قیس کی وعدہ ایفائی پر مسرت کا اظہار فرمایا۔ قیاس یہ ہے کہ قیس بھی بعد میں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

(تذکارِ صحابیاتؓ صفحہ ۴۶۹)

صحابیاتؓ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم و ستم کی یہ چند ایک مثالیں ہیں۔ ان سے صرف اور صرف اس وجہ سے وحشت و بربریت کا سلوک کیا گیا کہ انھوں نے کہا کہ:-

"اللہ ہمارا رب ہے اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔"

کیا یہ سچ نہیں ہے۔ بعض اوقات سچ کو سچ کہنے پر بھی سنگین مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو انھوں نے کیا۔ ان سعید روحوں نے دینِ حق کی خاطر بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ لیکن جادۂ حق سے ان کے قدم ذرّہ بھر نہ ڈگمگائے۔ کسی لونڈی کا اپنے آقا کی مرضی کے خلاف ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت کرنا بھی گویا اپنی موت کو دعوت دینا ہوتا تھا۔ اور پھر توحید کا قبول کرنا جسے مٹا دینے کے لئے کفار کی تمام طاقتیں وقف ہو چکی تھیں۔ کوئی آسان بات نہ تھی۔ لیکن وہ ہر خوف اور ہر مصیبت کو پس پشت ڈالتے ہوئے دینِ حق پر ایمان لائیں۔

مختصر یہ کہ دینِ حق قبول کرنے پر ان صحابیاتِ رسولؐ کو کفار سخت دکھ اور اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اور اس کے لئے طرح طرح کے طریقے ایجاد کرتے رہتے تھے۔ اور ستم پر ستم یہ ہے کہ یہ تکالیف کوئی وقتی نہ ہوتی تھیں۔ بلکہ ان کا سلسلہ بہت وسیع چلتا تھا۔ ایک دفعہ ہی جان دے دینا آسان ہے۔ لیکن مسلسل مظالم کو برداشت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہر روز نئی موت قبول کی جائے لیکن صحابیاتِ رسولؐ نے اس موت کو پوری جرأت اور صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ یہ سب کس لئے تھا۔ صرف اور صرف اس لئے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا بول بالا ہو اور وہ اس ایمان کی حفاظت کر سکیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں میں موجزن فرمایا تھا۔ ؎

"بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

متقی کی شان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"ابتلا ضروری ہے جیسے یہ آیت اشارہ کرتی ہے:-

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ

(العنکبوت ۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور استقامت کی ان پر فرشتے اترتے ہیں..... اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دل کو صاف کرتے ہیں اور نجاست اور گندگی سے جو اللہ سے دور رکھتی ہے اپنے نفس کو دور رکھتے ہیں ان میں سلسلہ الہام کے لیے ایک مناسبت پیدا ہو جاتی ہے.....

(الفاخ قدسیہ صد ۹)

اذکروا موتٰکم بالخیر

برادرم مکرم حمید اللہ بٹ مرحوم

(از مکرمہ مزمل آرا - وزیر آباد)

پیارے بھائی جان حمید اللہ بٹ صاحب آف لوئر بوالہ انسپکٹر آف کوآپریٹو بنک ۱۳ اور ۱۴ رمضان المبارک کی درمیانی شب رات ۹ بجے اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۸ رمضان المبارک کو پھپھو جان تعزیت کے لیے آئیں تو وہ بھی گھر سے باہر ویگن سے اترتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہو گئیں۔ ان پر دل کا شدید حملہ ہوا تھا۔ ابھی یہ دو صدمے نہ بھولے تھے کہ اور صدمہ ان پر آ پڑا پھپھو جان کا اکلوتا بیٹا لنڈن سے گھر آیا ہوا تھا۔ ۲۲ جولائی کو اس نے واپس چلے جانا تھا۔ لیکن ۲۱ جولائی رات ایک بجے دل کا حملہ ہوا۔ جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اور وہ بھی اس دنیا سے چل بسے۔

ان پے در پے صدمات سے ہمارے خاندان پر غم و حزن طاری ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل فرمائے۔ بھائی جان کی عین جوانی کی موت ہم تا عمر نہ بھول پائیں گے ایسی موت جس کے بعد ایک خلا محسوس ہو واقعی بہت الم انگیز ہوتی ہے۔ ہم سات بہنوں کے دو ہی بھائی تھے۔ ایک بڑے اور ایک سب سے چھوٹے چھوٹے بھائی نے تو ابھی پچھلے سال ایف اے کیا ہے۔ بڑے بھائی حمید اللہ بٹ صاحب تھے۔

بھائی جان انتہائی سادہ اور نیک دل انسان تھے۔ ان کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ انسپکٹر ہوئے تو دفتر کے لوگوں نے آپ کو کہا حمید صاحب اب آپ اپنی پوزیشن رکھا کریں۔ تو آپ نے جواب میں صرف اتنا کہا۔ کہ اسی سادگی میں ہی سب کچھ پوشیدہ ہے۔ جب سے آپ نے آنکھ کھولی اجرت کو گھر میں موجود پایا۔ چندہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ ہمیشہ بڑی مستقل مزاجی کا ثبوت دیا۔ آپ جب بھی گھر آتے پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ آپ نے زندگی بھر روزہ نہ چھوڑا تھا۔ اس دفعہ آپ کی صحت کافی کمزور تھی۔ کیونکہ رمضان المبارک سے پہلے خونی پیچش کی وجہ سے آپ کی صحت کافی کمزور ہو گئی تھی۔ سب منع کرتے رہے کہ اس دفعہ روزے نہ رکھیں۔ ان کی بڑی بیٹی جو کہ گیارہ سال کی ہے۔ اس نے کہا کہ ابو جان روزہ نہ رکھا کریں۔ کیونکہ آپ بیمار ہونے کی وجہ سے بڑے کمزور ہو گئے ہیں۔ آپ نے فوراً ہی جواب میں کہا کہ بیٹی قبر میں میرا کون حساب دے گا۔

شاید ان کو اپنی وفات کا پہلے ہی علم ہو چکا تھا۔ ہم نے آپ کو کبھی دضع داری اختیار کرتے نہ دیکھا تھا۔ بناوٹ سے مبرا دلکش شخصیت کے مالک تھے۔ سچائی اور صاف گوئی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے بیس سالہ سروس میں کوئی بھی ایسا موقع نہ آنے دیا جس سے کہ حضرات ناراض ہوتا ہو۔ آپ وعدے کے بہت پکے تھے ایک دفعہ میں کالج سے دو چھٹیاں لے کر گھر آئی دوسرے دن بھائی جان بھی آ گئے ساری بات پوچھی تو کہنے لگے "صبح کالج چلی جانا۔ میں نے بالکل تیاری نہ کی سوچا صبح بھائی جان سے کہہ دوں گی کہ آج تو موسم بہار کی چھٹیاں ہوتی ہیں اس لیے جا کر کیا کرنا ہے صبح چھ بجے بھائی جان نے مجھے اٹھایا جب میں نے وہی بات کہی جو سوچی تھی تو بھائی جان نے کہا کہ

"جو وعدہ کرو اس کو پورا کرو"

آپ کی کس کس بات کو یاد کروں۔ کیونکہ سب سے چھوٹی بہن ہونے کے ناطے سے بھائی جان مجھ سے بہت ہی زیادہ پیار کرتے تھے ان کے پیار اور توجہ کی بدولت ہی آج میں نے بی اے کا امتحان پاس کر لیا ہے میں اپنا ہر کام بھائی جان کے مشورے سے کیا کرتی تھی۔ سوچتی ہوں۔ اب تو پیار کرنے والی ہستی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا حافظ و ناصر ہے آمین۔

بھائی جان نے اپنے پیچھے جوان بیوی، چار لڑکے اور دو لڑکیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ بھائی جان بچوں سے بہت ہی زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ پتہ نہیں میرا بچوں سے دل کیوں اداس ہو جاتا ہے۔

میرے والدین بوڑھے ہیں اب تو ان کے آرام کا وقت تھا۔ جبکہ وہ اپنے آپ کو اتنی بڑی منزل کے لیے تیار کر رہے ہیں، ہماری امی جان کو سب بچوں میں سے بھائی جان سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اگر ہفتے بعد بھائی جان گھر نہ آتے تو امی جان صدقے دیتیں دعائیں مانگتیں اور آخر کار تار دے کر بھائی جان کو بلوا لیتیں۔ اب تو ان کا اس صدمے سے برا حال ہے۔ آخر میں میں خاندانِ حضرت اقدس، احمدی بزرگوں اور تمام احمدی بہن بھائیوں سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ ہم سب کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام مشکلات کو دور کرے اور فوت شدگان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور ہم سب کو صبر کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعائے مغفرت

خاک رکے تایا جان اور خسر میاں فتح الدین صاحب آف گجرات سابق معلم وقف جدید اور برادر اکبر میاں امام دین صاحب گجراتی مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۸۴ء بروز عید پونے ایک بجے بعد دوپہر بعمر ۸۴ سال وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم موصی تھے ان کے بیٹے ان کا جنازہ لے کر ۸ ستمبر کی صبح ربوہ پہنچے اسی دن ڈیڑھ بجے بیت المہدی گولبازار کے نزدیک مکرم محترم قریشی فضل الحق صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں موجود احباب جماعت نے شرکت کی۔ بعد ازاں مقبرہ بہشتی میں تدفین عمل میں آئی۔ جہاں قبر تیار ہونے پر مکرم مولوی غلام نبی صاحب ملک شاہد مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے چار لڑکے، دو لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ تمام بچے بچیاں شادی شدہ ہیں۔ مرحوم نہایت نیک مخلص، پارسا احمدی، دعا گو۔ پنج وقتہ نمازیں باجماعت پڑھنے کے پابند، متقی و پرہیزگار، متوکل علی اللہ۔ صابر و شاکر، صاحب رؤیا اور اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ ۱۹۲۳ء میں بیعت کی تھی۔ بحیثیت ایک سچے اور وفادار احمدی کے عہد بیعت کو باوجود حالات کی سختیوں کے خوب نبھایا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ، خاندان حضرت مسیح موعود اور خلافت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ سلسلہ کا کوئی اجتماع ہوگا جس میں تا زندگی شرکت نہ کی ہو۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ۔ اور عزیزوں کو بھی شرکت کی تلقین کرتے۔ جماعتی، واجبی اور طوعی چندہ جات کی ادائیگی میں پیش پیش رہتے اور نماز باجماعت کا التزام اتنا کرتے کہ گھر سے ڈیڑھ میل دور بیت احمدیہ شہر گجرات ادائیگی نماز کے لئے باوجود جسمانی کمزوری کے پہنچ جایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ ہم اہل خاندان اس بزرگ انسان کی نیم شبی دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی دعاؤں کا ثمرہ اپنے رحم کے سلوک اور اپنی خاص مغفرت و بخشش سے دے۔ آمین۔ (فضل کریم تبسم مربی سلسلہ کارکن نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف ربوہ)

نئی مجاہدات وقف جدید دفتر اطفال ضلع کراچی قسط ۳

-: قیادت نمبر ۱ :-

اختر کالونی :- ندرت سلطانہ۔ عظمیٰ اکرم چیمہ۔ بشریٰ مکرم چیمہ۔

ڈیفنس :- شمامۃ الحمد۔ سلمیٰ سلیم۔ نازش خالد۔ ہما طاہر بٹ۔ اوما کلثوم۔ مہوش خالد۔ فوزیہ طاہر۔ شیما احمد سعدیہ۔ نیل گن۔ مریم سفیر۔ عصمت افتخار۔ صائمہ جبیں۔ ندرت مبارک۔ فرحانہ پاشا۔ فرحت بشریٰ۔ صباح اسلام۔ نادیہ منیر۔ سارہ احمد۔ فضیلہ نفیر عطیہ سعید۔ ثناء اعجاز۔ منا اعجاز۔ عائشہ سلیمان طاہر۔ عارفہ محی۔ عائشہ سفیر۔ ناصرہ طاہرہ۔ سائرہ۔ سونیا۔ عالیہ مقبول۔ مدیحہ طاہر۔ مہوش ملک۔ روبینہ خان۔ سمرین اطلاق مائرہ سعید۔ زینت سلیم۔ فرح رشید۔

کورنگی کے ایریا :- سعدیہ بشریٰ۔ امۃ القدیر۔ نوشابہ ناصر۔

سعید منزل :- عطیۃ المجیب طوبیٰ

محمود آباد نمبر ۱ :- منیرہ بشریٰ۔ مریم صدیقہ۔ مبارکہ شفیق۔

محمود آباد نمبر ۲ :- عظمیٰ مظفر۔ غزالہ پروین

رام سوامی :- منزہ رفیق۔ سمیعہ رفیق۔ فوزیہ محمود۔

-: قیادت نمبر ۲ :-

نبیلہ نعیم۔ خزینہ شاد۔ آصفہ طاہر۔ نبیلہ سیفی۔ سعدیہ منہاس۔ صبیحہ منہاس۔ نادیہ منہاس نصرت جہاں۔ ندرت جہاں۔ شاذیہ محمود۔ عالیہ آفتاب۔ نسیم چوہدری۔ منیرہ جاوید۔ شاذیہ ملک۔ نادرہ احمد۔ درثمین۔ نمود سحر۔ توبیہ انور۔ عائشہ۔ بشریٰ بشارت۔ راشدہ بشارت بشریٰ رانا۔ کاشفہ عزیز اللہ۔

(سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

اپنے محبوب امام ایدہ اللہ کی آواز پر مخلصین جماعت کی پیشکش (تحریک جدید)

۱۔ مکرم ڈاکٹر شیخ نصیر احمد صاحب	گلارچی ضلع بدین (سندھ)	۱۰۰۰
۲۔ " چوہدری ریاض حسین ولد چوہدری عبدالرحمٰن	" " " "	۵۰۰
۳۔ " ڈاکٹر رشید احمد صاحب	" " " "	۵۵۰
۴۔ " دلاور خان معہ خاندان	" " " "	۵۰۰
۵۔ " انور علی خان صاحب معہ خاندان	" " " "	۵۰۰
۶۔ " منور احمد خان صاحب	" " " "	۵۰۰
۷۔ " چوہدری ممتاز احمد صاحب باجوہ	" " " "	۶۰۰
۸۔ " مدثر احمد حسین ولد حاجی عبدالرحمٰن صاحب	" " " "	۵۰۰
۹۔ " بشیر احمد صاحب بنگالی معہ خاندان	" " " "	۱۰۰۰
۱۰۔ " چوہدری محمد اسماعیل صاحب کاہلوں مع افراد خاندان	" " " "	۵۰۰
۱۱۔ " مہر غلام محمد صاحب معہ خاندان	" " " "	۵۹۶
۱۲۔ " صوبدار صاحب " "	" " " "	۵۰۰
۱۳۔ " چوہدری فیاض حسین صاحب ولد حاجی عبدالرحمٰن صاحب	" " " "	۵۰۰
۱۴۔ " میجر نور الحسن صاحب	" " " "	۵۰۰
۱۵۔ " حکیم محمد جمیل صاحب معہ خاندان	ٹنڈو غلام علی "	۵۰۰
۱۶۔ " چوہدری عبدالقدیر صاحب میڈیکل سٹور	" " " "	۵۰۰
۱۷۔ " " حمید احمد صاحب معہ خاندان	" " " "	۵۰۰
۱۸۔ " " علی احمد صاحب معہ بیگم و بچگان	کوٹ احمدیاں "	۵۰۰
۱۹۔ " " عبدالقدوس صاحب معہ بیگم و بچگان	" " " "	۵۰۰
۲۰۔ " " محمد اصغر صاحب امیر ضلع	بدین " "	۱۶۸۵
۲۱۔ " " بشیر احمد صاحب گوندل	کھوسکی " "	۶۰۰
۲۲۔ " " نصیر احمد صاحب "	" " " "	۶۰۰
۲۳۔ " " محمد احمد صاحب	" " " "	۶۰۰
۲۴۔ " سلیم احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ	" " " "	۱۰۰۰
۲۵۔ " " بشیر احمد صاحب آرائیں	بشیر آباد نخجوہ "	۵۰۲
۲۶۔ " ڈاکٹر منور احمد صاحب	۲۷۰ الف کاچیلو "	۵۰۰
۲۷۔ " چوہدری ناصر احمد صاحب جاوید	ٹنڈو جان محمد "	۵۵۰
۲۸۔ " " عبداللطیف خان صاحب مع افراد خاندان	عمر کوٹ "	۵۰۰
۲۹۔ " " جاوید احمد صاحب	" " " "	۶۰۰

(وکیل المال اوّل ربوہ)

تحریک جدید اور مجالس انصار اللہ کی ذمہ داری

- تمام انصار توجہ کریں -

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے وعدہ کا حصول اور پھر ان کی سو فیصد وصولی کا مجالس انصار اللہ کو دفتر دوم کی حد تک ذمہ دار ٹھہرایا ہوا ہے۔ تحریک جدید کے مالی سال کے ختم ہونے میں اب صرف دو ماہ کا قلیل عرصہ رہ گیا ہے۔

عہدیداران انصار اللہ بھرپور کوشش کریں کہ ۔

- اوّل۔ تمام انصار اور ان کے عزیز و اقارب تحریک جدید میں شامل ہوں
- دوم :- پھر اپنے وعدہ جات کی ستمبر اور اکتوبر میں سو فیصدی ادائیگی کر دیں۔
- سوم۔ اپنی مساعی سے مرکز کو مطلع کریں۔

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ٹائپ، شارٹ ہینڈ کی ضرورت ہے پڑھے لکھے خادم کو پیش آسکتی ہے۔ (مہتمم صنعت و تجارت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلیئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ میں ۵ ایوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر - ۲۵۵۷۶

میں سعیدہ محمود صاحبہ زوجہ محمود احمد صاحب ظفر قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فلیٹ نمبر ۶ المبارک منزل اسلام پورہ ضلع لاہور بقائمی ہوش حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۴/۱۱/۳ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

حق مہر وصول شدہ ۱۰,۰۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں اور میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاملاک :- سعیدہ محمود اسلام پورہ لاہور۔

گواہ شد نمبر ۱ :- محمد صدیق شاکر۔ صدر حلقہ۔ بھاٹی گیٹ لاہور۔ وصیت نمبر ۱۷۵۷

گواہ شد نمبر ۲ :- محمود احمد ظفر۔ خاوند موصیہ وصیت نمبر - ۲۳۴۲۵ -

مسل نمبر - ۲۵۵۷۷

میں وسیم احمد خان ولد عبد الستار خان صاحب قوم افغان پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن رحمٰن پورہ لاہور نمبر ۲ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۴/۵/۱۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

نقد ۵۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ ۴۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاملاک :- وسیم احمد خان مکان نمبر ۱۵ گلی نمبر ۸ طارق آباد۔

گواہ شد نمبر ۱ :- ایم عبد القادر صاحب ۱۶۶ ڈی رحمٰن پورہ۔ لاہور۔ وصیت نمبر ۱۲۲۵۴

گواہ شد نمبر ۲ :- سردار خان صاحب طارق آباد محمد پورہ لاہور۔ وصیت نمبر ۵۶۳۲ -

مسل نمبر - ۲۵۵۷۸

میں بنت الرسول بیوہ میاں عبد الرحمٰن صاحب ارشد قوم کشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی ساکن ۲۷ سانده ہومز عقب فردوس سینما راج گڑھ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۴/۸/۲۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

زیور بوزن ۲ تولہ مالیتی ۴,۰۰۰/- روپے

نقد (حق مہر وصول شدہ) ۵۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- روپے ماہوار بصورت پنشن خاوند مرحوم مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاملاک :- بنت الرسول ۲۷ سانده ہومز راجگڑھ لاہور۔

گواہ شد نمبر ۱ :- صلاح الدین صاحب رحیم پارک ملتان روڈ لاہور وصیت نمبر ۴۸۸۹

گواہ شد نمبر ۲ :- عزیز الرحمٰن صاحب ابن میاں عبید الرحمٰن صاحب راجگڑھ لاہور

مسل نمبر - ۲۵۵۷۹

میں سکینہ ناہید بیوہ شیخ محمد شریف صاحب قوم بٹ پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ ریتانوالہ گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۴/۸/۲۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

۱۔ مکان رہائشی بر قبہ ۱/۲ مرلے مالیتی ۷۰,۰۰۰/- روپے۔ ۲۔ حصہ جائیداد از والد ۱۰,۰۰۰/- روپے۔ ۳۔ نقد ۱,۰۰۰/- روپے۔ ۴۔ حق مہر مبلغ ۴۰۰/- روپے۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاملاک :- سکینہ ناہید بیوہ شیخ محمد شریف محلہ ریتانوالہ گوجرانوالہ۔

گواہ شد نمبر ۱ :- محمد شریف ولد محمد عبد اللہ

گواہ شد نمبر ۲ :- محمد اعظم اکسیر ولد محمد اشرف صاحب۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ وصیت نمبر - ۱۷۳۷۹ -

مسل نمبر - ۲۵۵۸۰

میں سعیدہ بیگم زوجہ محمد رشید میر صاحب قوم ٹھاکر راجپوت پیشہ ملازمت۔ عمر ۵۶ سال ۹ ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳۸۷ ظفر شہید ضلع پشاور شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۴/۳/۱۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

دو فروخت شدہ مکان ۱,۶۳,۰۰۰/- روپے

زیور ۳ تولہ ۶,۰۰۰/- روپے، حق مہر ۲۰۰/- روپے

انعامی بانڈ ۷,۰۰۰/- روپے

کل جائیداد مالیتی ۱,۷۸,۲۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ ۴۴/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاملاک :- سعیدہ بیگم ظفر شہید نیو گیٹ۔ پشاور شہر۔

گواہ شد نمبر ۱ :- ناصر احمد ولد چوہدری عبد المجید سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پشاور۔

گواہ شد نمبر ۲ :- محمد رشید میر صاحب خاوند موصیہ۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور۔ وصیت نمبر - ۱۷۳۳۰ -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلانِ نکاح

عزیزہ ناصرہ سلمہا بنت مکرم خواجہ منیر الدین کا نکاح عزیزم مبارک احمد شاہ ابن مکرم ڈاکٹر انور شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ مبلغ تین ہزار پونڈ حق مہر پر مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی نے بتاریخ ۳ ستمبر ۱۹۸۴ء بیت الفضل لندن میں بعد نماز عصر پڑھا۔ بوقت نکاح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف فرما تھے۔

عزیزم مبارک احمد مکرم ڈاکٹر ولایت شاہ آف دارالرحمت قادیان کا پوتا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر جہت سے مبارک کرے آمین

(قمر الدین دارالصدر شرقی ربوہ)

ملازمت کے خواہشمند متوجہ ہوں

جماعت احمدیہ اسلام آباد کو دو تین ایسے قابل اعتماد۔ دیانتدار۔ مخلص اور محنتی آدمیوں کی ضرورت ہے جو بیت الذکر میں بطور خادم اور بیت الفضل میں بطور چوکیدار کام کر سکیں۔ انفرادی رہائش کا انتظام ہوگا۔ ضرورت مند احباب اپنی درخواستیں متعلقہ امیر یا صدر جماعت احمدیہ کے ذریعہ مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں۔ درخواستوں میں سابقہ تجربہ (یا اگر سابق فوجی ہوں) عمر۔ ولدیت۔ صحت اور تعلیم کے کوائف لازماً درج کئے جائیں۔ بیت المذکور کا خادم مقامی جماعت اور بیت الفضل کے لئے چوکیدار صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق تنخواہ کے حقدار ہوں گے۔ جملہ درخواستیں ۲۵ ستمبر ۱۹۸۴ء تک بھجوا دی جائیں:

(محمد علیم الدین نیگلہ ۷ سٹریٹ ۱۲۔ شالیمار ۲½ اسلام آباد)

ہاکی کے دوستانہ میچ میں
ربوہ ہاکی کلب کی کامیابی

ربوہ ۱۱ ستمبر۔ آج یہاں ربوہ ہاکی کلب اور سرگودھا بورڈ کی ہاکی کلب کی ٹیموں کے درمیان ایک دوستانہ میچ کھیلا گیا جو ربوہ ہاکی کلب نے دو کے مقابلے میں پانچ گول سے جیت لیا۔ یہ میچ دارالرحمت وسطی کی مرکزی ہاکی گراؤنڈ میں کھیلا گیا۔ دونوں ٹیموں نے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ربوہ ہاکی کلب نے پانچ گول کئے جبکہ سرگودھا بورڈ کی ٹیم صرف دو گول کر سکی۔

میچ کے اختتام پر دونوں ٹیموں کی چائے اور دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی۔

"مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا" (القصص: ۸۵)

جو شخص پسندیدہ عمل کرے اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔

لطیف موٹرز

نئی و پرانی کاروں کی خرید و فروخت کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

لطیف موٹرز

۲۴۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور

میاں عبد اللطیف

فون گھر 55944 ★ فون دفتر 330693

"ارشاداتِ عالیہ" (صفحہ اوّل سے آگے)

عام طور پر ہم دُنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک سائل جب کسی کے دروازہ پر مانگنے کے لئے جاتا ہے اور نہایت اضطراب اور عاجزی سے مانگتا ہے اور کچھ دیر تک جھڑکیاں کھا کر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا اور سوال کئے ہی جاتا ہے تو آخر اُس کو بھی کچھ شرم آ ہی جاتی ہے۔ خواہ کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دیتا ہے۔ تو کیا دُعا کرنے والے کا ایک معمولی سائل جتنا بھی استقلال نہیں ہونا چاہیئے؟ خدا تعالیٰ جو کریم ہے اور حیا رکھتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اُس کا عاجز بندہ ایک عرصہ سے اُس کے آستانہ پر گرا ہوا ہے تو کبھی اُس کا انجام بد نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۱۸-۴۲۰)

مکان برائے کرایہ

ایک مکان واقع محلہ دارالبرکات مشتمل بر تین کمرے۔ ایک برآمدہ۔ ایک سٹور، ایک باورچی خانہ۔ پانی اور بجلی کی سہولت میسر ہے۔ کرایہ کے لئے خالی ہے رابطہ کے لئے۔ امۃ الرشید مکان نمبر ۵ غلہ منڈی دارالرحمت ربوہ۔ اوقات۔ ۴ تا ۸ شام

ضروری اطلاع

اقصیٰ چوک ربوہ میں حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) پر حکیم محمود احمد صاحب باقاعدگی سے خدمت کیلئے حاضر ہوتے ہیں

زیر نگرانی

حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان

سنہری موقع

ربوہ کی سب سے بارونق شاہراہ کالج روڈ پر واقع

"راجہ مارکیٹ" میں دو کانیں نہایت مناسب کرایہ پر حاصل کریں۔ کوئی ایڈوانس نہیں۔ فوری قبضہ، ٹیلرنگ، جنرل سٹور، کپڑے کا کاروبار اور دیگر کاروبار کرنے والوں کے لئے سنہری موقعہ

نوٹ: بجلی۔ پانی۔ باتھ روم۔ فلش لٹرین کی سہولت بھی میسر ہے

رابطہ و کرایہ نامہ کے لئے: ہمارے مختار:

میر مبشر احمد طاہر آف لیرہ کیش اینڈ کیری شاپنگ سنٹر راجہ مارکیٹ کالج روڈ سے ملیں۔

راجہ احمد خان پروپرائٹر راجہ مارکیٹ کالج روڈ۔ ربوہ

شالیمار کوچنگ سروس

ربوہ سے جھنگ سے کبیر والا
ربوہ سے ملتان

ہماری ایئر کنڈیشنڈ اور آرام دہ فلائنگ کوچز کی سروس شروع ہو چکی ہے۔ خواہشمند حضرات اس نادر موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

بکنگ کے لئے:

المحمود ٹریولز گورنمنٹ لائسنس 564

اقصیٰ روڈ ربوہ فون 493